انسان کی زندگی میں قرآن کا کردار

ارجمند ولی[1]

خلاصہ

قرآن مجید کا تعارف کرواتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ[2]

یہ کتاب، جس میں کوئی شبہ نہیں، ہدایت ہے تقویٰ والوں کے لیے۔

قرآن مجید میں انسان کی تمام ضرورتوں کا سامان اور تمام مشکلات کا حل موجود ہے اور "خاندان کی رہنمائی" ایک اہم مسئلہ ہے کیونکہ کوئی بھی خاندان بغیر ہدایت کے نہیں چل سکتا ہے اور قرآن مجید بہترین "اسلوب زندگی" بیان فرماتا ہے۔ جنہیں اپنا کر ہر انسان کامیاب ہو کر دوسروں کی ترقی کا بھی سبب بن سکتا ہے ایسی لیے میں نے مقالے کے لیے اس موضوع کا انتخاب کیا ہے۔ قرآن مجید پر عمل کر کے یعنی "قرآنی طرز زندگی" کو اپنا کر انسان اپنے "خاندان" کو حقیقی کمال تک پہنچا سکتا ہے اور بہت سی مشکلات سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔ خداوند "قرآن اسلوب زندگی" اپنا کر سعادت مند زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قرآن مجید نے دوسرے تمام موضوعات کی طرح "خاندان" کے لیے بہتریں اسلوب زندگی بیان کیا ہے۔ اس مقالے میں اسی "اسلوب زندگی" کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ مقالہ چند ابحاث پہ مشتمل ہے: خلاصہ، مقدمہ، مفاہیم شناسی اور پھر قرآن کا تعارف، اہمیت، زندگی سے مراد اور انسان کی زندگی میں قرآن کا کردار بیان کیا ہے اور آخر میں ایک کلی نتیجہ نکال کر بحث کو سمیٹا گیا ہے۔

کلیدی کلمات: انسان، زندگی، کردار، قرآن، خاندان

---

[1]

[2] ۔البقرۃ:۲

مقدمہ

تمام حمد و ثناء ہے اس خالق کائنات کے لیے جس کی نعمتوں کو گننے والے گن نہیں سکتے اور درود و سلام ہو ان ہستیوں پر جنہیں اس نے کامل اور اکمل بنایا اور مسلمانوں پہ خصوصی لطف کر کے انہیں قرآن واہلبیت علیہم السلام جیسے عظیم ھادی بھی دیے اور ان دونوں کی محبت کو ہماری نجات کا ذریعہ قرار دیا ہے اور ان کی پیروی کو کامیابی کا سبب بنایا ہے۔

قرآن مجید کا تعارف کرواتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ[1]

یہ کتاب، جس میں کوئی شبہ نہیں، ہدایت ہے تقویٰ والوں کے لیے۔

قرآن مجید میں انسان کی تمام ضرورتوں کا سامان اور تمام مشکلات کا حل موجود ہے اور "خاندان کی رہنمائی" ایک اہم مسئلہ ہے کیونکہ کوئی بھی خاندان بغیر ہدایت کے نہیں چل سکتا ہے اور قرآن مجید بہترین "اسلوب زندگی" بیان فرماتا ہے۔ جسے اپنا کر ہر انسان کامیاب ہو کر دوسروں کی ترقی کا بھی سبب بن سکتا ہے اور ایسی لیے میں نے مقالے کے لیے اس موضوں کا انتخاب کیا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید پر عمل کر کے یعنی "قرآنی طرز زندگی" کو اپنا کر انسان اپنے "خاندان" کو حقیقی کمال تک پہنچ سکتے ہیں، بہت سی مشکلات سے چھٹکارہ پا سکتے ہیں۔ خداوند "قرآنی اسلوب زندگی" اپنا کر سعادت مند زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انسان کا معنی

لغوی معنی

آدمی، بشر، انس محبت رکھنے والا، اخلاق سے آراستہ۔[2]

---

[1]: سورہ بقرہ: ۲

[2] الدین، فیروز، فیروز اللغات، ص ۱۳۶

اصطلاحی معنی

انسان خدا کی زمین میں اس کا خلیفہ ہے۔ لہٰذا صاحب عزت ہے اور تمام کائنات اس کے لیے مسخر کی گئی ہے۔ خداوند کریم کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا [1]

اور بتحقیق ہم نے اولاد آدم کو عزت و تکریم سے نوازا اور ہم نے انہیں خشکی اور سمندر میں سواری دی اور انہیں پاکیزہ چیزوں سے روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں بڑی فضیلت دی۔

یہاں پر مقصد اس چیز کا بیان کرنا ہے جس کے ذریعہ خدا نے آدمؑ کو فضیلت بخشی۔ اس نے انسان کو حیوانات جنات اور باقی تمام موجودات عالم پر فضیلت عطا کی۔ [2]

زندگی کا معنی

لغوی معنی

زیست، حیات، جیون، پیدا ہونے سے مرنے تک کا عرصہ۔ [3] زندگی کو عربی میں حیات کہتے ہیں جس کا معنی صاحب "القاموس" کے مطابق، نشو و نما، بقا اور منفعت کے ہیں۔ [4]

اصطلاحی معنی

صفة و جو د ية تو جب للمتصف بها ان يعلم و يقدر و الحياة الدنيا هى ما تشغل العبس عن الآخرة [5]

---

[1]: سورہ اسراء آیہ ۷۰

[2]: میثمی، شبیر حسن، (مترجم: سید مزمل حسین نقوی)، انسان پاک ہے، ص ۲۷

[3]: الدین، فیروز، فیروز اللغات، ص: ۷۹۶

[4]: قاسمی کیرانوی، (مترجم: وحید الزمان)، القاموس الوحید، ص ۱۰۴

[5] نگری، عند النبی احمد، جامع العلوم فی اصطلاحیات الفنون، ج ۲، ص ۷۰

حیات ایک وجودی صفت ہے، جو سبب بنتی ہے کہ موصوف جان لے اور قدرت حاصل کرے اور دنیوی زندگی سے مراد یہ ہے کہ اسے آخرت کے لیے گزارے۔

کردار کا معنی

لغوی معنی

طرز، طریق، قاعدہ، کیریکٹر، شغل کام، چلن، خصلت، عادت[1]۔ ہر وہ کام، فعل یا عادت، جو انسان ہمیشہ کرے۔[2]

اصطلاحی معنی

کردار سے مراد انسان کے مسلسل افعال کے ایسے اثرات جو ہمیشہ مترتب ہوتے ہوں۔[3]

قرآن اور زندگی کا تعارف

زندگی کا تعارف

زندگی سے مراد

زندگی کے متعلق قرآن کریم میں آیا ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ[4]

اے ایمان والو! اللہ اور رسول کو لبیک کہو جب وہ تمہیں حیات آفرین باتوں کی طرف بلائیں۔

---

[1] الدین، فیروز، فیروز اللغات، ص۱۰۲۱۔

[2] عابدی، اکبر علی، کامیاب دھ خدا، ج ۳، ص، ۵۸۔

[3] ایضاً

[4] سورہ انفال آیت ۲۴

"اے ایمان والو اللہ و رسول کی آواز پر لبیک کہو جب وہ تمہیں اس امر کی طرف دعوت دیں جس میں تمہاری زندگی ہے"۔

انسان کسی کو مقدس قرار دیے اور عبادت کیے بغیر زندگی نہیں گزار سکتا۔ فرض کریں اگر وہ خدائے وحدہ لاشریک کو نہ پہچانے اور اس کی پرستش نہ کرے تو پھر کسی اور چیز کو برتر حقیقت کے عنوان سے اپنے ایمان و پرستش کا موضوع بنا لے گا۔ انسان کے لیے کسی عقیدہ و ایمان اور نظریے کا حامل ہونا ضروری ہے اور دوسری طرف فقط مذہبی ایمان ہی ایسا ایمان ہے، جو حقیقی طور پر انسان کو اپنے زیر اثر کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ قرآن مجید ہی سب سے پہلی کتاب ہے جس نے بڑی صراحت سے مذہبی ایمان کو عالم خلقت کے ساتھ ہم آہنگ بتایا ہے۔[1]

افغير دين الله يبغون و له اسلم من في السموت و الا رض

کیا وہ دین خدا کے علاوہ کسی اور چیز کی جستجو کرتے ہیں جبکہ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اس کے حضور سر تسلیم خم ہے۔[2]

قرآن اور الہیٰ زندگی

قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے جو جامع، کامل اور ہمہ گیر ہے اور اس کتاب میں انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کی طرف پوری طرح سے رہنمائی کی گی ہے۔ وہ چیزیں جو ہدایت سے متعلق ہیں جیسے مبداء، معاد، نیک اخلاق، الہٰی شریعت، موعظہ سے متعلق حقیقت کے معارف، جن کی طرف لوگوں کو ہدایت اور رہنمائی کرنے کی ضرورت ہے۔ سب قرآن مجید میں موجود ہیں:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ[3]

جو نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی ضرور عطا کریں گے اور ان کے بہترین اعمال کی جزا میں ہم انہیں اجر

---

[1] مطہری، مرتضیٰ، انسان اور ایمان، ص ۳۵

[2] سورہ آل عمران: ۸۳

[3] سورہ نحل: ۹۷

(بھی) ضرور دیں گے۔

دنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اس دنیا کو آخرت کے لیے ایک پلیٹ فارم سمجھتے ہیں اس لیے ایسی زندگی گزارتے ہیں کہ آخرت میں کامیابی نصیب ہو جیسے معصومؑ کی حدیث میں بھی ہے۔"الدنیا مزرعة الآخرة۔" دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔"

دنیا کے مطابق زندگی

بعض لوگ صرف دنیا کے ہو کر رہ جاتے ہیں اپنی زندگی کا مقصد اور ہم و غم صرف اسی دنیا کی لذتوں کو سمجھتے ہیں، اس طرح ان کی زندگی فضول اور بے مقصد ہو جاتی ہے۔ان کی زندگی میں سکون نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی کیونکہ سکون صرف الٰہی زندگی میں ہے۔جیسا کہ خداوند عالم ایسے لوگوں کی بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ [1]

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیاوی زندگی خرید لی ہے
پس ان کے عذاب میں کوئی تخفیف نہ ہو گی اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔

قرآن کی زندگی کی طرف دعوت

دعوت اسلام در اصل زندگی اور حیات کی طرف دعوت ہے۔حیات روحانی، حیات مادی، حیات ثقافتی، حیات اقتصادی، حیات سیاسی، حیات اخلاقی اور حیات اجتماعی غرض اسلام کی دعوت ہر لحاظ سے اور ہر پہلو سے حیات ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ طلوع اسلام سے قبل اور دعوت قرآن سے پہلے لوگ مردہ تھے کہ قرآن انہیں دعوت حیات دیتا ہے۔اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں، وہ اس حیات سے محروم تھے کہ جو حیات قرآن عطا کرتا ہے، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ حیات کے کئی پہلو اور مراحل ہیں کہ یہی اسلام ہمیں عطا کرتا ہے۔"زندگی" کا مفہوم کبھی فکری، عقلی اور انسانی حیات کا معنی لیے

[1] سورہ بقرہ آیت ۸۶

ہوئے ہوتا ہے[1]، مثلاً: "وہ شخص جو مردہ اور گمراہ تھا پس پھر ہم نے اس کی ہدایت کی وہ گمراہوں کی طرف ہے۔"[2]

زندگی کا مفہوم بعض اوقات سبزہ زار کی حیات کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے:

اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا[3]

جان رکھو! اللہ ہی زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے۔

انسان شناسی قرآن کی روشنی میں

خود شناسی کی دعوت مذہبی تعلیم کا موضوع ہے۔ مذہب کہتا ہے خود کو پہچان لو تا کہ اپنے خدا کو پہچان سکو" اور اپنے خدا کو فراموش نہ کرو ورنہ خود کو بھی بھول جاؤ گے۔" قرآن حکیم میں آیا ہے:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ[4]

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں خود فراموشی میں مبتلا کر دیا، یہی لوگ فاسق ہیں۔

"حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "من عرف نفسه فقد عرف ربه"[5] "جو کوئی اپنے آپ کو پہچان لیتا ہے، وہ اپنے خدا کو پہچان لیتا ہے۔" حضرت علیؑ نے فرمایا: "معرفة النفس انفع المعارف"[6] "خود شناسی مفید ترین شناخت ہے" اور انہوں نے ہی فرمایا": عجبت لمن ينشد ضالة كيف لا ينشد نفسه"[7] "تعجب ہے اس شخص پر جو اپنے پاس سے کوئی چیز گم کر دیتا ہے'

---

[1] مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونہ، ج ۴، ص ۴۱۶

[2]: سورہ انعام آیت ۱۲۲

[3] سورہ حدید آیت ۱۷

[4] سورہ حشر آیت ۱۹

[5] مجلسی، محمد باقر بحار الانوار، ج ۹۱، ص ۹۹

[6] غرر الحکم، ج ۲، ص ۲۸۸

[7] ایضاء، ج ۶، ص ۳۹

تو تلاش کرتا ہے لیکن اپنے آپ کو گم کر دینے کے بعد تلاش نہیں کرتا" دانشوروں نے مغربی تہذیب کے جو بنیادی عیوب بیان کیے ہیں وہ یہ ہیں کہ یہ تہذیب دنیا شناسی اور خود فراموشی کی تہذیب ہے۔انسان اس تہذیب کے ذریعے "دنیا شناس" تو ہو جاتا ہے، لیکن وہ جتنا زیادہ "دنیا شناس" ہوتا ہے، اتنا ہی زیادہ خود کو بھول بھی جاتا ہے، مغرب میں انسانیت کی پستی کا اصل راز یہی ہے۔

جب انسان اپنے آپ کو ہار جاتا ہے (خسران نفس) تو دنیا کو پالینا اس کے کس کام آ سکتا ہے؟ میرے خیال میں جس نے اس زاویے سے سب سے بہتر انداز میں مغرب پر تنقید کی ہے' ہندوستان کے آنجہانی لیڈر مہاتما گاندھی ہیں۔ گاندھی کہتے ہیں: "اہل مغرب وہ بڑے کام کرنے پر قادر ہیں، جو دوسری قوموں کے نزدیک خدا کی قدرت ہی میں ہیں۔ لیکن مغربی لوگ ایک چیز سے محروم ہیں اور وہ باطن شناسی ہے اور صرف یہی بات مغربی جدید تہذیب کی جھوٹی چکاچوند کے کھوکھلے پن کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔

قرآن کا تعارف

قرآن مجید اللہ تعالی کی وہ آخری کتاب ہے، جسے اس نے اپنے آخری پیغمبر محمد ﷺ پر نازل فرمایا۔ یہ کتاب قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے ذریعۂ ہدایت ورُشد اور راہ نجات ہے۔ یہ کتاب ایک ایسی گائیڈ بک ہے، جو کسی بھی انسان کے لیے ہر قسم کے حالات وواقعات میں شاندار اور کامیاب رہنمائی کرتی ہے۔ یہ کتاب آسمانی وزمینی علوم کا احاطہ کرنے والی ہے۔اس کائنات میں کیا ہوا، کیا ہو چکا اور کیا ہونے والا ہے،اس کے بارے میں تمام معلومات اس کتاب میں موجود ہے۔ صرف یہ نہیں بلکہ اس کتاب میں دنیا میں رونما ہونے والے کسی بھی قسم کے حالات وواقعات کے اسباب اور وجوہات کا تذکرہ تفصیلی طور پر کیا ہے۔اللہ کی نازل کردہ اس کتاب میں اور بھی بہت کچھ ہے، جس کا احاطہ کرنا کسی انسان کے لیے ناممکن ہے۔اس کتاب میں انسان جتنا غور وفکر کرکے پڑھے گا، اتنا ہی اس کتاب سے استفادہ کرکے اس کے اسرار ورموز اور معلومات سے آگاہ ہو سکے گا۔[1]

---

[1] http://muslimideology.blogspot.com:

قرآن کی عظمت

یہ وہ عظیم کتاب ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو رہا ہے:

لَوْ أَنْزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ [1]

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ اسے اللہ کے خوف سے جھک کر پاش پاش ہوتا ضرور دیکھتے اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لیے اس لیے بیان کرتے ہیں کہ شاید وہ فکر کریں۔

یہاں قرآن کریم کی بزرگی بیان ہو رہی ہے کہ فی الواقع یہ پاک کتاب اس قدر بلند مرتبہ ہے کہ دل اس کے سامنے جھک جائیں، رونگٹے کھڑے ہو جائیں، کلیجے کپکپا جائیں، اس کے سچے وعدے اور اس کی پکار ہر سننے والے کو بیدار کر دے اور اللہ کے دربار میں سر بہ سجود کرا دے، اگر یہ قرآن باری تعالیٰ کسی سخت بلند اور اونچے پہاڑ پر بھی نازل فرماتا اور اسے غور و فکر اور فہم و فراست کی حس بھی دیتا تو وہ بھی اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا، پھر انسانوں کے دلوں پر جو نسبتاً بہت نرم اور چھوٹے ہیں۔ جنہیں پوری سمجھ بوجھ ہے، اس کا بہت بڑا اثر پڑنا چاہیے، ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے ان کے غور و فکر کے لیے اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا ہے، مطلب یہ ہے کہ انسانوں کو بھی ڈر اور عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔[2] ایک جگہ اور فرمایا:

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا [3]

اور بتحقیق ہم نے اس قرآن میں ہر مضمون کو لوگوں کے لیے مختلف انداز میں بیان کیا ہے لیکن اکثر لوگ کفر پر ڈٹ گئے۔

یعنی ہم نے اس میں ہر مثال کے ساتھ قول کی توجیہ بیان کی جس کے ساتھ اعتبار اور نظر و فکر ضروری ہوتی ہے، مثلاً آیات، عبرتیں، ترغیب و ترہیب، اوامر و نواہی، پہلے لوگوں کے قصص اور واقعات،

---

[1] الحشر: ۲۱

[2] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج ۳ ص ۳۴۳

[3] سورہ بنی اسرائیل: ۸۹

جنت و دوزخ اور قیامت وغیرہ یعنی ایک ایک مضمون بار بار مختلف طریقوں سے سہولت تفہیم کے لیے کھول کھول کر بیان کیا ہے۔[1]

قرآن کا حقیقی راہنما ہونا

ہدایت کے معنی ہیں سیدھے راستہ کی رہنمائی یعنی اس راستہ کی رہنمائی جو اللہ کو مطلوب ہے اور جس پر چل کر انسان دنیا میں گمراہی سے محفوظ رہتا ہے اور آخرت میں جنّت کا مستحق بنتا ہے۔ ہدایت ہر دور میں کلامِ الہیٰ سے وابستہ رہی ہے۔ کبھی تو یہ ہدایت حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ پر نازل ہونے والے صحیفوں کی شکل میں رہی تو کبھی حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہونے والی کتابوں کی شکل میں رہی۔ لیکن ان نبیوں کے دنیا سے جانے کے بعد انسانوں نے جب ان کتابوں میں تحریف کرڈالی تو اللہ نے خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرما کر اور ان پر قرآن نازل فرما کر قیامت تک کے لیے ہدایت کو قرآن سے وابستہ کر دیا اور اس کی حفاظت کا خود ذمہ لے لیا اور آنحضورؐ کے آخری نبی ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ہدایت کا راستہ قرآن کی شکل میں قیامت تک موجود رہے گا۔ قرآن کے کتابِ ہدایت ہونے کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کتاب کو کہیں هُدَى لِلنَّاس فرمایا کہیں هُدَى لِلمُومِنِين فرمایا کہیں هُدَى لِلمُتَّقِين فرمایا اور کہیں هُدَى لِلمُحْسِنِينْ فرمایا۔ مطلب یہ کہ اگر کوئی بحیثیت مومن ہدایت چاہتا ہے تو اسے بھی قرآن کی پیروی کرنی ہو گی۔ کوئی بحیثیت متقی ہدایت چاہتا ہے تو اسے بھی قرآن کی پیروی کرنی ہو گی کوئی بحیثیت محسن ہدایت چاہتا ہے تو اسے بھی قرآن کی پیروی کرنی ہو گی۔ قرآن میں تمام ایمان والوں کو خطاب کر کے قرآن کی اتباع اور اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے تمام ایمان والوں کو خطاب کر کے قرآن کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کا حکم دیا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا[2]

اس (کتاب) کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل

[1] قرطبیؒ، محمد بن احمد، الجامع لأحکام القرآن،

[2] سورہ آل عمران: ۱۰۳

کی گئی ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ سے تعلق پیدا کرنے کے لیے قرآن کو مضبوط پکڑنا ضروری ہے قرآن کو مضبوط پکڑے بغیر اللہ سے کبھی بھی تعلق پیدا نہیں ہو سکتا۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کی بے سمجھے صرف تلاوت یا حفظ کسی بھی طرح قرآن کو مضبوط پکڑنے کے دائرہ کار میں نہیں آتا جب تک کہ اس کو سمجھ کر اس کے احکام پر عمل نہ کیا جائے۔یہ بات اور ہے کہ صرف تلاوت یا حفظ پر بھی اجر و ثواب مل جائے لیکن کسی کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ نزولِ قرآن کا اصل مقصد حصولِ رہنمائی ہے نہ کہ صرف حصولِ ثواب،اللہ تعالیٰ نے تمام ایمان والوں کو قرآن کی اتباع کا حکم دیا۔

ارشاد خداوندی ہے:

اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ [1]

اس (کتاب) کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِی لِلَّتِی هِیَ اَقْوَمْ [2]

یہ قرآن یقیناً اس راہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔[3]

باب سوم: خاندانی زندگی میں قرآن کا کردار

قرآن مجید ہی واحد کتاب ہے، جو کسی خاص طبقہ اور کسی خاص قوم یا نسل سے خاص نہیں، بلکہ تمام بنی نوع انسان کے رشد و ہدایت کی ضامن ہے۔(ھدی للناس) یہی وہ مکمل دستور حیات ہے، جس کی ابدیت و آفاقیت کو کبھی زوال نہیں اور یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں کا مجموعہ ہے، قرآن کریم لاثانی کتاب ہے۔انسان کی زندگی میں قرآن کیسا کردار ادا کرتا ہے جن چند امور کی طرف ذیل میں اشارہ کیا جاتا ہے:

---

[1] سورہ اعراف: ۳

[2] سورہ بنی اسرائیل: ۹

[3] http://www.jahan-e-urdu.com

تعلیم و تربیت

تعلیم و تربیت ایک اہم عمل ہے جس سے خاندان سکون پاتا ہے۔ علم کا نور، ایسا نور جو ظلم کی تاریکیوں پر چھا جاتا ہے۔ قرآن میں بھی اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ ہمارے معاشرے کا ایک بڑا مسلہ یہی ہے کہ ہم علم کی اہمیت سے ناواقف ہیں، ہم علم کو فقط آمدن کا ذریعہ سمجھتے ہیں جبکہ ایسا نہیں ہے۔ کچھ لوگ علم کو ڈگری تک محدود رکھتے ہیں اور صنف نازک کو اس نور سے دور رکھتے ہیں جبکہ حدیث میں ہے:

قال النبی ص طلب العلم فر یضة علی کل مسلم و مسلمة۔

علم حاصل کرنا مرد عورت پر فرض ہے۔[1]

تزکیہ نفس

تعلیم اور تربیت کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس بھی ضروری ہے قرآن مجید میں جہاں تعلیم و تربیت کا ذکر ہے وہاں ساتھ ہی تزکیہ نفس کا بھی ذکر ہے۔ جیسے مندرجہ بالا آیہ اور اس طرح کی اور بھی آیات ہیں۔ انبیاء کرام کی بعثت کا مقصد ہی تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفس ہے۔ ایسا خاندان جس میں یہ تمام چیزیں موجود ہوں اس میں فساد نہ ہوگا۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ﴿٩﴾ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ﴿١٠﴾[2]

بتحقیق جس نے اسے پاک رکھا کامیاب ہوا، اور جس نے اسے آلودہ کیا نامراد ہوا،

امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل

لوگوں کا ایک دوسرے کو حق و صبر کی تلقین کرنا، امر بالمعروف اور نہی از منکر اہم فریضہ ہے، سماجی امور میں سستی سے پرہیز کرنا ایسے کاموں میں سے جس کے ترک کرنے کے برے اثرات خاندان پر پڑتے ہیں۔ ان امور پر عمل کرنا باکمال خاندان کی تشکیل کے لیے ایک بنیادی عنصر ہے قرآن مجید میں اس کام کی وجہ سے امت مسلمہ کی تعریف کی گئی ہے:

---

[1] عاملی، زین الدین بن علی بن احمد، منسوب بہ جعفر بن محمد، امام ششم

[2] سورہ شمس: ۹ تا ۱۰

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ [1]

تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی اصلاح) کے لیے پیدا کیے گئے ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو خود ان کے لیے بہتر تھا۔ اگرچہ ان میں سے کچھ لوگ ایمان والے ہیں لیکن ان کی اکثریت فاسق ہے۔

بے شک مسلمان اس وقت بہترین امت کہلائیں گے جب وہ ایک دوسرے کو نیکیوں دعوت دیں اور برائیوں سے روکیں اور اگر مسلمان ان دو فریضوں کو بھلادیں تو نہ بہترین امت کہلائیں گے اور نہ ہی انسانیت کے لیے مفید واقع ہوں گے۔ [2]

عدل و انصاف کا نفاذ

کسی بھی خاندان میں مسائل کا اصل سبب ظلم و ناانصافی ہے، جس طبقے پر ظلم ہو رہا ہوتا ہے اگر وہ ظلم کا مقابلہ نہیں کر پاتا اور انصاف کے دروازے بھی اسے بند نظر آتے ہیں تو وہ غیر قانونی راستہ اختیار کر لیتا ہے جس سے خاندان کا امن تباہ ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۔ [3]

یقیناً اللہ عدل اور احسان اور قرابتداروں کو (ان کا حق) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برائی اور زیادتی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے شاید تم نصیحت قبول کرو۔

[1] سورہ آل عمران: ۱۱۰
[2] ناصر مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، ج۲، ص۹۷
[3] سورہ نحل: ۹۰

خاندانی مسائل میں باہمی تعاون

خاندانی زندگی کی ضروریات میں سے ایک چیز "تعاون" ہے۔اجتماعی زندگی کے مختلف شعبے جیسے: سیاسی ،اقتصادی،اجتماعی اور ثقافتی امور میں "باہمی تعاون" کے بغیر خاندانی نظام ممکن نہیں ہے۔قرآن مجید "تعاون اور مشارکت" کو اجتماعی زندگی کا ایک بنیادی رکن قرار دیتا ہے۔ اپنی زندگیوں میں رائج کرنے کی تلقین کرتا ہےاوراسے "نیکی و تقویٰ" سے تعبیر کیاہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ[1]

اے ایمان والو! تم اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرواور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ قربانی کے جانور کی اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے باندھ دیے جائیں اور نہ ان لوگوں کی جو اپنے رب کے فضل اور خوشنودی کی تلاش میں بیت الحرام کی طرف جارہے ہوں،ہاں! جب تم احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کر سکتے ہو اور جن لوگوں نے تمہیں مسجد الحرام جانے سے روکا تھا کہیں ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم بھی (ان پر) زیادتیاں کرنے لگو اور (یاد رکھو) نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرواور گناہ اور زیادتی (کے کاموں) میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرو، اللہ کا عذاب یقیناً بہت سخت ہے۔

لوگ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک دوسرے کی برائیاں کرنے لگتے تھے،رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] سورہ مائدہ: ۲

عن ابن مسعود قال رسول الله ﷺ لا يبلغنيي احد منكم عن ا

صحابيي شيا فا نيي احب ان اخرج ا ليكم و انا سليم الصدد[1]

کوئی میرے اصحاب کے سلسلے میں کسی کی گفتگو نہ کرے۔میرے پاس آکر ایک دوسرے کی برائی نہ کرو، میں چاہتا ہوں کہ جب لوگوں کے سامنے آؤں سلیم الصدد یعنی پاک صاف دل کے ساتھ آؤں اور بغیر کسی بدبینی اور بدگمانی کے ساتھ رہوں۔

اس حدیث کے یہاں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کائنات کے رسول کا ایک بڑا مقصد یہ تھا کہ معاشرے میں محبت و ہمدلی کی فضا قائم کریں تاکہ اس کا ایک ایک فرد ایک دوسرے کی نسبت مہربان رہے اور حسن و ظن رکھے۔آج ہماری ذمہ داری بھی یہی ہے کہ اسلامی معاشرے میں اپنے خاندان، مسلمان تمام انسانیت کے ساتھ حتیٰ ادیان غیر کے پیروکاروں کے ساتھ بھی اپنے روابط کو احکام خداوندی کے مطابق اور اسلام کی دی ہوئی تعلیمات کے مطابق قائم کریں تاکہ معاشرے میں امن و سکون کی ایک بہترین فضا پیدا ہو سکے۔[2]

خاندانی نظام

کسی معاشرے میں ڈپریشن اور ٹینشن کو ختم کرتا اور پر امن ماحول پیدا کرتا ہے اور "قرآنی طرز زندگی" میں بھی اس نظام کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے جیسا کہ قرآن مجید نے میاں و بیوی کو ایک دوسرے کے لیے نعمت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارا جوڑا تم ہی میں سے پیدا کیا ہے تاکہ تمہیں اس سے سکون حاصل ہو اور پھر تمہارے درمیان محبت اور رحمت قرار دی ہے اور ایسی طرح گھریلو حمایت کی سب سے بڑی مثال ماں باپ کی حمایت اور ان کا احترام کرنا ہے۔ جس کا حکم قرآن مجید میں بار بار حکم ہوا ہے:

[1] طبرسی، حسن بن فضل، مکارم لاخلاق، ص۱۷

[2] ایضاء، ص۱۷

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا [1]

اور آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیکی کرو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے پاس ہوں اور بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا بلکہ ان سے عزت و تکریم کے ساتھ بات کرنا۔

لہذا اگر تمام خاندان "قرآنی طرز زندگی" کو اپنا لیں تو نفسیاتی، اخلاقی و۔۔۔۔۔۔ بہت سی بیماریوں سے خود بخود بچ جائیں گے۔

مرد و عورت کے حقوق اور قرآن

مرد اور عورت کے حقوق کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ [2]

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا پھر تمہیں قومیں اور قبیلے بنا دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک یقیناوہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے، اللہ یقینا خوب جاننے والا، باخبر ہے۔

بلا شک و شبہ جسمانی و روحانی اعتبار سے مرد اور عورت میں بہت فرق ہے اسی لیے ان کی سماجی ذمہ داریاں مختلف ہیں۔ ہر کسی کا اپنا الگ کام ہے لیکن کوئی اختلاف بھی ان کے مقام انسانیت جدائی پر دلیل نہیں ہے اس لحاظ سے دونوں برابر ہیں مرد ہو یا عورت ایمان، عمل صالح اور تقوٰی میں دونوں یکساں طور پر اپنا مقام پیدا کر سکتے ہیں۔ یہ آیت ثابت کرتی ہے کہ تنگ نظر لوگوں کی سوچ کے بر خلاف اسلام مرد کی برتری کا قائل نہیں ہے بلکہ جس طرح مردوں سے اس کا تعلق ہے اسی طرح عورتوں

[1] سورہ اسراء: ۲۳

[2] سورہ حجرات،: ۱۳

سے بھی ہے۔ مرد و عورت دونوں عمل صالح کی طرف گامزن ہوں اور جزبہ ایمانی سے سرشار ہوں تو دونون یکسان طور "حیات طیبہ" کے حامل ہوں گے اور دونوں کو بارگاہ سے برابر اجر و ثواب ملے گا اور ان کی اجتماعی حیثیت بھی برابر ہو گی۔[1]

جھوٹ سے پرہیز اور سچ کا رواج

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ -"[2]

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تم تحقیق کر لیا کرو، کہیں نادانی میں تم کسی قوم کو نقصان پہنچا دو پھر تمہیں اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔

اسی طرح خاندان میں جھوٹی خبر نہیں پھیلانی چاہیے۔ اگر ہم جھوٹ کے برے اثرات کو قرآن اور احادیث میں دیکھیں تو بہت سخت تنبیہ کی گئی ہے۔ جھوٹ گناہان کبیرہ میں سے ہے اور جھوٹے پر خداوند عالم نے لعنت کی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ[3]

پھر دونوں فریق اللہ سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

حدیث نبوی ﷺ میں ہے: جب بھی کوئی شخص کسی شرعی عذر کے بغیر جھوٹ بولتا ہے ستر ہزار فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور اس کے دل سے بدبو نکلتی ہے اور عرش تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر اس پر حاملان عرش لعنت کرتے ہیں اور حق تعالیٰ اس کے ایک جھوٹ کو ستر زنا کے برابر لکھتا ہے اور ایسے زنا جو جھوٹے نے اپنی ماں سے کیے گئے ہوں۔[4] خاندان کے افراد کو چاہیے کہ چھان بین کر کے

---

[1] ناصر مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، ج۱۱، ص ۴۱۴

[2] سورہ حجرات آیہ ٦

[3] سورہ العمران آیہ ٦١

[4] کراجکی، محمد بن علی، ترہتہ النواظر، ص ۱۳۳ تا ۱۳۴

سچی خبر ہی بتائیں کیونکہ سچ کو اسلام نے بہت اہمیت دی ہے، سچ کے بارے میں قرآن اس طرح فرماتا ہے۔ "اللہ (کی نافرمانی کرنے) سے ڈرو اور سچوں میں سے ہو جاؤ۔[1] رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان مکارم الا خلاق صدق الحد یث الخبر۔[2] سچی بات کرنا مکارم (بہترین) اخلاق میں سے ہیں۔

اسوہ و نمونہ عمل

ہر انسان کے لیے ایک آئیڈیل کا ہونا بہت ضروری ہے قرآن اور روایات سے پتہ چلتا ہے جو انسان اپنے لیے کسی کو نمونہ عمل نہیں بناتا وہ کسی بھی صورت میں کمال تک نہیں پہنچ سکتا۔ یا نمونہ عمل صحیح نہیں ہوتا تب بھی انسان کمال تک نہیں پہنچ سکتا لہذا ہر انسان کے لیے ایک ایسا آئیڈیل جو ہر لحاظ سے کامل ہو ایسی ذات صرف اور صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے، جیسے، خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشاد باری ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا [3]

بتحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

امام حسین علیہ السلام اپنی شیر دل بہن حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

ان لی ولک و لکل مومن و مو منه اسوة لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔[4]

بے شک میرے تمہارے اور سب مومن مردوں اور عورتوں کے لیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس مکمل نمونہ عمل ہے۔

---

[1] سورہ توبہ آیہ ۱۱۹

[2] نوری، حسین بن محمد تقی، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج: ۸، ص: ۴۵۴

[3] سورہ احزاب، ۲۱

[4] الفتوح کوفی، ابو محمد احمد بن اعثم، ج ۵، ص ۱۰۵

تقویٰ

خاندان کو "قرآنی اسلوب زندگی" کو اپناتے ہوئے تقویٰ اپنانا چاہیے کیونکہ خداوند تبارک تعالیٰ نے انسانیت کی بلندی و برتری کا معیار تقویٰ کو قرار دیتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۔[1]

تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک یقیناوہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے، اللہ یقیناخوب جاننے والا، باخبر ہے۔

قرآنی طرز زندگی میں جس طرح ایک خاندان کا باایمان ہونا لازمی ہے اسی طرح باتقویٰ ہونا بھی لازمی ہے کیونکہ تقویٰ ایمان کا اثر ہے اور ان دونوں کو آپس میں جدا نہیں کیا جاسکتا جس طرح امیر المومنینؑ فرماتے ہیں:

لا ینفع الایمان بغیر تقویٰ[2]

ایمان کا تقویٰ کے بغیر کوئی فائدہ نہیں ہے۔

تقویٰ انسان کو گناہوں جیسے ظلم، خیانت اور دوسروں کے حقوق کے غصب کرنے سے بچاتا ہے۔

نتیجہ

اس تحقیق کے بعد میں اس نتیجے پہ پہنچی ہوں کہ اگر کوئی کامیاب "خاندان "بنناچاہتا ہے تو اسے قرآن سے گہرا تعلق پیدا کر کے "قرآنی اسلوب زندگی "اپنانا چاہیے۔ اگر آج بھی مسلمان ایسا کر لیں تو تمام بدبختیوں سے بچ جائیں گے اور اگر محمد وآل محمد علیہم السلام جیسی عظیم ہستیوں کی زندگیوں میں غور کریں تو ان کی پوری زندگی "قرآنی طرز زندگی "کا بہترین نمونہ ہے۔ لہٰذا ان کی پیروی کرتے ہوئے ہمیں بھی "قرآنی طرز زندگی "خاندان پر لاگو کرنی چاہیے تاکہ حقیقی کمال تک پہنچ جائیں جبکہ مسلمانوں کی اکثریت عملی طور پر "قرآنی طرز زندگی "سے دور ہو گئی ہے۔

---

[1] سورہ حجرات آیہ ۱۳

[2] خوانساری، جمال، محمد بن حسین، شرح جمال خوانساری بر غرر الحکم، ج: ٦، ص ۴۱۲

منابع وماخذ

قرآن مجید

۱. شبیر حسن میثمی، (مترجم: سید مزمل حسین نقوی)، انسان پاک ہے، پاکستان: زہراء اکادمی، چ: چاپ اول، دسمبر ۲۰۰۹ء

۲. قاسمی کیرانوی، مولانا وحید الزمان، (مترجم: مولانا عمید الزمان قاسمی کیرانوی)، القاموس الو حید، کراچی: ادرہ اسلامیات، چ: اول، ۱۴۲۲ھ، جون ۲۰۰۱ء

۳. نگری، عند النبی احمد، جامع العلوم فی اصطلاحیات الفنون الملقت بر ستور العلما، بیروت: بی نا، چ: دوم، ۱۹۷۵م

۴. فیروز الدین، فیروز اللغات اردو، لاہور: فیروز سنز لمیٹیڈ، چ: ۲۰۱۲ء

۵. اکبر علی، کامیار عابدی، دہ خدا، تہران: بی نا، چ: ۱۳۷۹

۶. مطہری، شہید مرتضی، انسان اور ایمان، لاہور: شہید مطہری فاونڈیشن، چ: بی تا

۷. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، چ: ۱۴۱۹ق

۸. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، کراچی: بک ایجنسی امام بارگاہ مارٹن روڈ، چ: جنوری ۱۹۸۰ء

۹. قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحکام القرآن، تہران: انتشارات ناصر خسرو، چ: اول ۱۳۶۴ش

۱۰. ناصح الدین، ابوالفتح عبدالواحد بن محمد تمیمی آمدِی، غدر الحکم طبع بیروت: بی نا، چ: بی تا

۱۱. عاملی، زین الدین بن علی بن احمد، منسوب بہ امام جعفر بن محمد، مصباح الشریعۃ، بیروت: الموسۃ الاعلمی للمطبوعات، بی تا

۱۲. طبرسی، حسن بن فضل، مکارم لاخلاق، قم: الشریف الرفی، چ: چہام، ۱۴۱۲ق/۱۳۷۰ش

۱۳. شیرازی، ناصر مکارم، (مترجم: سید صفدر حسین نجفی)، تفسیر نمونہ، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، چ: اگست ۲۰۱۱ء

۱۴. http://www.jahan-e-urdu.com

۱۵. http://muslimideology.blogspot.com